واقعہ شق صدر اور مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات

سعیہ خانم*

Allah Almighty bestowed His Messenger (Pbuh) with countless blessings and miracles. These miracles are testimony to his divine status as messenger of Allah. Among those miracles, rendering apart of his chest hold a significant status. This miracle his happened five time in his early childhood and adolescence. This event came under skeptic vision of orientalists. They opined that this was not a miracleolous happening; rather it was epilepsy attack, in which a patient forgets everything. This article is a modest attempt in order to analyze the critique of orientalists on this event's authenticity. The evidences presented by orientalist are analysed and has been compared with the sound sources of Muslim traditions.

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام ادیان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ دین، دین اسلام ہے۔اس قبل جتنے بھی ادیان تھے،ان کی حفاظت کا ذمہ،ان کے علماء پر تھا۔جیسے جیسے علماء گزرتے گے،ان ادیان میں تحریف وتغیر پیدا ہونا شروع ہوا حتیٰ کہ ان میں تحریف کردی گئی۔لیکن اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود اٹھائی ہے۔ارشاد بانی ہے۔انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ١

۔ بیشک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں،اس آیت میں الذکر کا کلمہ استعمال کیا،اور ذکر سے مراد مفسیرین،اور محدثین کے نزدیک کتاب وسنت ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی حفاظت کی،اسی طرح اس نے اپنے رسول کی حدیث کی بھی حفاظت کی کیونکہ حدیث قرآن،کی تفسیر،تفصیل اور توضیح ہے۔حدیث کے بغیر قرآن کا صحیح فہم ناممکن ہے۔اللہ تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت کیلئے ایسے دجال پیدا کیے جو حفظ وضبط میں اپنی نشانیاں تھے۔انھوں نے حدیث کے مکمل ابواب ،طہارت،صلوۃ،جہاد ومغازی، قضایا،زھد،سب کو من وعن حفظ کیا،حدیث وسیرت کے حفظ،اور قرات کا اہتمام کیا،کتب لکھیں،اور اس میں اسانید کا خاص اہتمام کیا،یہ علم متقدمین سے متاخرین بلکہ آج تک ترقی پذیر ہے۔اس کے علمی اثاثہ جات، محمداللہ اصلی حالت میں محفوظ ہیں،مسلمانوں نے اپنے علمی اثاثہ جات کی حفاظت کے لیے ایسے معاییر اور موازین مقرر کیے جن سے علمی ورثہ کی مکمل طور پر حفاظت ممکن ہے۔لیکن کفار کو اسلام کی عظمت برداشت نہ

---

* اسسٹنٹ پروفیسر،گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج،سرگودھا۔

ہوئی۔ جب میدانوں میں مسلمانوں کے سامنے ان کی ہمت جواب دے گی تو انھوں نے اسلامی اثاثہ جات کی ریسرچ کرنے کیلئے ایک تحریک کی داغ بیل ڈالی جس کے ابتدائی مقاصد، اسلامی علمی اثاثہ جات ، قرآن، سنت وحدیث ، مغازی وسیرت ، اور تاریخ میں تشکیک پیدا کرنا۔ تحقیق کے نام پر انھوں نے عبادات کی قطع و برید کی ، اصلی مصادر کو چھوڑ کر ضعیف اور کمزور مصادر کی روایات کا سہارا لے کر ، اسی طرح بعض اوقات عقل کو معیار بنا کر اور اسے روایت کا درجے دیتے ہوئے قرآن وحدیث اور مسلمانوں کی تاریخ پر کافی حملے کیے ، اس تحریک کو استشراق کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ یہ تحریک اس قدر زرلی ثابت ہوئی کہ اس نے اپنی لپیٹ میں ان ناقص العلم مسلمانوں کو لے لیا جو ان کے پاس پڑنے کیلئے ، ان کے ممالک جاتے اور جب واپس آتے تو انھی کی زبان بولتے سیرت کے ابواب میں سے ایک باب معجزات کا ہے اس باب کا انکار اہل کفر نے کیا اور اس کے ساتھ ساتھ بعض مسلمان بھی ان کی سازش کا شکار بن گے۔ آئندہ سطور میں حضور کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزا ، قصہ شق اصدر اور مشرکین کے اعتراضات پر چند سگارشات سپرد قرطاس کی جائے گی لیکن اس بحث کو پڑنے سے قبل علامہ تقی عثمانی رحمہ اللہ کی ایک تمہید موضوع کی مناسبت سے ذکر کرتا ہوں جو انھوں نے علوم القرآن میں ذکر کرتی ہے۔ اس کی تلخیص مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے تین ذرائع پیدا کیے۔ جس کے ذریعے سے وہ کسی چیز کا علم حاصل کرسکتا ہے۔ پہلی چیز حواس خمسہ ، آنکھ ، کان ، ناک ، منہ ، ہاتھ ، دوسری چیز عقل اور تیسری چیز وحی ہے۔ چناچہ انسان کو بہت سی باتیں اپنے حواس کے ذریعے سے معلوم ہو جاتی ، بہت سی عقل کے ذریعے اور جو باتیں ان دونوں ذرائع سے حاصل نہیں ہوسکتیں ، ان کا علم وحی کے ذریعے سے عطا کیا جاتا ہے۔ علم کے ان تینوں ذرائع میں ترتیب کچھ ایسی ہے کہ ہر ایک کی ایک خاص حد اور مخصوص دائرہ کار ہے جسے آگے وہ کام نہیں دیتا ، چناچہ جو چیزیں انسان کو اپنے حواس سے معلوم ہو جاتی ہیں ان کا علم فری عقل سے نہیں ہوسکتا ، مثلاً اس وقت میرے سامنے ایک انسان بیٹھا ہوا ہے مجھے اپنی آنکھ کے ذریعے معلوم ہوگیا کہ یہ انسان ہے اور اس کا رنگ گورا ہے ، ہونٹ پتلے ہیں جیسکہ اگر یہی باتیں میں اپنے حواس کا معطل کر کے عقل سے معلوم کرنا چاہوں تو یہ نہ ممکن ہے۔ اس طرح جن چیزوں کا علم عقل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے وہ صرف حواس سے معلوم نہیں ہوسکتیں مثال کے طور پر ہر شخص کو ماں نے پیدا کیا ہے لیکن میرے سامنے اس کی ماں نہیں ہے۔ میری عقل بتارہی ہے کہ یہ خود بخود پیدا نہیں ہوا۔ ضرور اس کی ماں ہے لیکن حواس کے ذریعے معلوم کرنا محال ہے۔ الغرض جہاں تک حواس کا تعلق ہے وہاں تک عقل کوئی رہنمائی نہیں کرتی اور جہاں حواس خمسہ جواب دے رہے ہیں وہاں سے عقل کا کام شروع ہو جاتا ہے لیکن عقل

کی رہنمائی بھی محدود ہے یہ بھی ایک حد پر جا کر رک جاتی ہے بہت سی باتیں جن کی رہنمائی کرنے میں عقل اور حواس قاصر ہے، عقل نے یہ تو بتا دیا کے انسان کو کسی نے پیدا کیا ہے، لیکن انسان کو کیوں پیدا کیا گیا، اس کے ذمے خدا کے کیا فرائض ہیں، جنت، دوزخ، قبر، حشر، فرشتے، پر ایمان لانا ضروری ہے ان باتوں کی رہنمائی صرف وحی کر سکتی ہے عقل اور حواس کا اس میں کوئی دخل نہیں،

اگر عقل اور حواس کو دخیل بنائیں گے تو جنت، دوزخ، قبر، معجزات اور دین کی امور غیبیات کا باب مکمل طور پر ختم ہو جائے گا ~~ہے~~

دینی تعلیمات کا ایک عظیم حصہ کا انکار لازم آئے گا۔ اس لیے ہر ایک ذریعے کو اس کے مخصوص دائرے کار میں استعمال کرنے میں انسان کی بھلائی ہے۔ وگرنہ انسان گمراہی کی دلدل میں پھنس جائے گا اور اس کو علم تک نہیں ہوگا نیز اسلام میں عقل وحی کے تابع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ خواہ غیب انسان کے عقل میں آئے یا نہ آئے، لیکن افسوس کفر نے اسلامی علمی اثاثہ جات کی ریسرچ کی لیکن اپنے مزعوم اصول وقوانین کی روشنی میں اگر وہ انصاف سے کام لیتے تو ان پر حق واضح ہو جاتا لیکن ان کے سامنے ان کو اسلام دشمنی کیلئے جو بھی ہتھکنڈہ میسر آیا اس کو اسلام پر آزمایا۔ عقل بھی ایک ایسا ناسور ہے جس کے ذریعے معجزات کے باب کا مکمل طور پر انکار کر دیا یا ان کی ایسی تاویل کی گئی کہ وہ اپنی اصلی حالت پر باقی نہ رہیں۔ جو شخص اس بنیادی تمہید کو بغور پڑھے گا۔ اس پر حق واضح ہو جائے گا اور مشرکین کے اعتراضات کی قلعی کھل جائے گی۔ آئندہ سطور میں راقم شق صدر کے متعلق چند جزئیات پر بحث کرے گا۔

۱۔ واقعہ شق صدر کا لغوی واصطلاحی مفہوم

۲۔ شق صدر کی استنادی حیثیت

۳۔ شق صدر کتنی بار ہوا؟

۴۔ شق صدر پر مشرکین کے اعتراجات اور ان کے جوابات

شق صدر کا لغوی واصطلاح مفہوم

لغوی:

شق، باب نصر سے مصدر ہے۔ اصل باب یوں ہے شَقَّ یَشُقُّ شقًا، جس کے معنی کسی چیز کے پھٹ جانے کے ہیں

علامہ احمد رضا مجم اللغہ میں فرماتے ہیں

شق سے مراد کسی چیز کا پھٹنا یا کھل جانا ہے ۳

علامہ جوہری الصحاح میں لکھتے ہیں

شق سے مراد کسی ایک چیز کا اپنے دوسرے حصے سے جدا ہونا، نیز صدر بھی باب نصر سے ماخوذ ہے صدر یصدر، صدر مفرد ہے، اس کی جمع صدور آتی ہے جس کا معنی صیہ سینہ ہے۔ ۴

اصطلاحی

شق سے مراد وہ واقعہ جو حضور ﷺ کے ساتھ بچپن میں یا معراج کی رات پیش آیا۔

شق صدر کی اسنادی حیثیت، نیز کتنی بار ہوا

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ واقعہ شق صدر رونما ہوا۔ البتہ مشرکین اور ان سے متاثر مسلمان منکرین نے اس واقعہ کا انکار کیا ہے اور اس واقعہ کو اسرائیلیات اور کمزور روایات میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ قصہ شق صدر کی مرویات صحیح بخاری، صحیح مسلم سے ثابت ہوا۔ اور یہ بات ادنیٰ سے ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ جو حدیث صحیح بخاری، اور صحیح مسلم کہ اصول میں مسنداً ثابت ہو جائے اس کی صحت پر امت کا اجماع ثابت ہو جاتا ہے اور کوئی بھی سلیم العقل مسلمان اجماع امت سے روگردانی نہیں کر سکتا، کوئی بھی کلمہ گو صحیحین کی روایات میں سے کسی روایت کی صحت کا انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ اصح کتاب صحیح بخاری اور پھر صحیح مسلم ہے۔ اس لحاظ سے اس واقعہ کی استنادی صحت بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ البتہ یہ اختلاف اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ شق صدر کتنی بار ہوا۔ چنانچہ اصول ستہ میں صحیحین، اس کے ساتھ ساتھ مسند احمد، ابوداؤد، اور طیالی جبکہ سیرت و مغازی کی کتب میں، السیرۃ النبویہ لابن ھشام (۲۱۸ھ) طبقات ابن سعد، دلائل النبوۃ للبیہقی، روض الانف، المواھب المدینہ، عیون الاثر، اور اشارۃ الی سیرت المصطفی للمغلطائی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر کی کیفیت آپ ﷺ پر پانچ مرتبہ گزری۔ ۵

۱۔ پہلی بار آپ ﷺ کا شق صدر پانچ سال کی عمر میں ہوا جب آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس پرورش پا رہے تھے۔

۲۔ دوسری مرتبہ معراج کی رات شق صدر ہوا۔

۳۔ دس سال کی عمر میں شق صدر ہوا۔

۴۔ بیس برس کی عمر میں شق صدر ہوا۔

۵۔ نبوت کے آغاز میں شق صدر ہوا۔

ان آرا میں سے کوئی رائے درست اور صحت پر مبنی ہے۔ لیکن یہ تبصرہ پیش کرنے سے قبل یہ بات ملحوظ رہے کہ ایک بار کے عدد پر سب کا اتفاق ہے سوا مستشرقین اور ان کی ہم نواؤں کے،

ان آراء پر تفصیلی مناقشہ پیش خدمت ہے۔

ان آراء میں سے پہلی دو آراء درست اور صحیح ہیں۔ ان کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی رائے

اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام آپکے پاس آئے آپ کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور سینہ چاک کر کے دل کو نکالا اور کہا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر اس کو سونے کی تھالی میں زمزم کے ساتھ دھویا پھر اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دیا۔ بچے یہ ماجرہ دیکھ کر ماں کی طرف بھاگ گئے اور خبر دی کہ محمد قتل کر دیے گئے ہیں سب دوڑے دوڑے آئے تو دیکھا آپکا رنگ بدلا ہوا تھا۔ انسؓ کا کہنا ہے کہ میں اس سوئی کے نشان آپکے سینے میں دیکھ رہا ہوں ۶

یہ حدیث صحیح مسلم، کتاب الایمان میں مجمل طور پر وارد ہے، تفصیلی روایات، علامہ ابن ھشام نے السیرۃ النبویۃ، میں، ابن حبان نے صحیح میں، ابن سعد نے طبقات میں، امام احمد نے مسند احمد میں، میں موجود ہے۔ دوسری رائے۔ دوسری بار شق صدر معراج کی رات میں ہوا۔ اس کی دلیل بھی صحیح مسلم کی حدیث ہے۔ سیدانسؓ ابو زر رضی اللہ سے نقل کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں مکہ میں تھا۔ میرے گھر کی چھت میں سوراخ کیا گیا۔ پس جبرائیل آئے انھوں نے میرے سینے کو کھولا پھر زمزم کے ساتھ دھویا پھر اس کو ایسے تھالی میں رکھا جو حکمت اور ایمان سے بھری ہوئی تھی اس کے بعد میرے دل کو اس کی جگہ پر جوڑ دیا۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ ہیں ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء. .. پھر جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف چڑھنے لگے.. اس کے بعد مکمل تفصیل معراج کے قصے کے متعلق مذکور ہیں اس قصے کو امام بخاری رحمہ اللہ نے الصحیح میں، جبکہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ذکر کیا ہے۔ ۷

ان دو صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ شق صدر دو مرتبہ ہوا۔ پہلی بار پانچ برس کی عمر میں جب حلیمہ سعدیہ کے پاس پرورش فرما تھے اور دوسری بار معراج کی رات شق صدر کی کیفیت دوبارہ پیش آئی۔

دس برس کی عمر میں شق صدر ہوا

تیسری رائے

اس موقف کی دلیل ابن حبان کی حدیث ہے۔ سیدنا ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ نبوت کے ابتدائی نشان کے متعلق حضورﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ کے جواب میں فرمایا کہ میری عمر دس برس اور چند ماہ تھی۔ دو فرشتے میرے پاس آئے انھوں نے مجھے بغیر سختی کیے زمین پر لٹایا اور میرا سینہ چاک کر دیا، خون بھی نہیں نکلا اور درد بھی نہ ہوا۔

یہ حدیث ابن حبان، اور ابو نعیم کی دلائل النبوۃ میں موجود ہے [۸]

اس حدیث کی مرکزی سند مندرجہ ذیل ہے۔ [۸]

معاذ بن محمد بن معاذ بن محمد بن ابی بن کعب عن ابیہ محمد، عن جدہ معاذ بن محمد عن ابی بن کعب.. یہ سند سخت کمزور اور مجہول رواۃ پر مشتمل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تہذیب التہذیب میں معاذ بن محمد کے ترجمہ میں علی بن مدینی کا قول نقل فرماتے ہیں، علی بن مدینی العلل میں اس حدیث کی سند کے متعلق فرماتے ہیں یہ حدیث مدنی ہے اور اس کی سند پوری کی پوری مجہول ہے نہ ہم محمد کو پہچانتے ہیں نہ اس کے باپ دادا کو،

اوپر اس حدیث کے جتنے مراجع اور مصادر ذکر کیے ہیں، ان میں مرکزی سند یہی ہے اور یہ سند سخت ضعیف ہے۔

[۹]

چوتھی رائے۔

بیس برس میں شق صدر ہوا۔

اس کی دلیل کنز العمال کی حدیث ہے جس کی بنیادی سند یہی یعنی کہ معاذ بن محمد بن معاذ اور علامہ علی بن مدینی کا قول گزر چکا ہے کہ یہ سند سخت مجاہیل پر مشتمل ہے [۱۰]

پانچویں رائے

آغاز نبوت میں شق صدر ہوا۔

اس موقف کی دلیل سند طیالسی کی حدیث ہے

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپﷺ اور سیدہ خدیجہ نے غار حراء میں ایک ماہ کے اعتکاف کے لیے نذر مانی ایک رات حضور باہر نکلے تو آواز سنی کہ کوئی سلام کہہ رہا ہے۔ پس آپ نے گمان کیا کہ یہ کسی جن کی آواز ہے چنانچہ آپﷺ دوڑ کر خدیجہ کے پاس آئے اور چادر اوڑھ لی۔ اس طرح دوسری بار باہر نکلے تو اچانک جبرائیل سورج پر تھے ایک پر مشرق کی طرف اور دوسرا پر مغرب کی طرف تھا، میں وہاں سے بھاگا لیکن انھوں نے مجھے دروازے پر روک لیا۔ اور میں ان کے ساتھ مانوس ہو گیا پھر جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر لٹایا اور میرا سینہ

چاک کر دیا، اور پھر اس کو سونے کی تھالی میں ڈال کر زمزم کے ساتھ دھویا اس کے بعد اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دیا۔

یہ روایات مسند طیالسی میں ہے اس کی سند مندرجہ ذیل ہے۔

ابو داؤد، قال حماد بن سلمة قال اخبرنی ابو عمران الجونی عن رجل عن عائشة عن رسول الله ﷺ اعتکف هو د خدیجة۱۱۔

علامہ اصفہانی رحمہ اللہ دلائل النبوۃ میں فرماتے ہیں کہ ابو عمران الجونی رجل یعنی کہ یزید بن بابنوس سے روایات کرتا ہے اور یزیدان شیعہ میں سے ہے جنہوں نے سیدنا علیؓ کو قتل کیا۔ امام ابوداؤد نے بھی اس کو شیعہ قرار دیا ہے۔ لہذا یہ روایات ضعیف قرار پائی اسی طرح صحیح بخاری، صحیح مسلم اور ذخیرہ سیرت حدیث میں بدا الوحی کی مکمل تفصیل موجود ہے اور ان میں سے کسی ایک صحابی سے بھی آغاز نبوت میں شق صدر ثابت نہیں لہذا یہ قصہ ان تمام صحاح مرویات کے مخالف ہونے کی بنا پر ضعیف اور نا قابل قبول ہے واللہ اعلم ان تمام آراء پر مناقشہ کرتے کے بعد یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ شق صدر حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں دو مرتبہ ہوا پہلی مرتبہ بچپن میں جب آپ ﷺ اپنی رضاعی ماں کے پاس پرورش پا رہے تھے اور دوسری مرتبہ یہ قصہ معراج کی رات پیش آیا۔ راقم کے نزدیک یہی رائے مناسب اور راجح ہے اس رائے کو ائمہ محدثین نے اور بالخصوص، امام بیہقی، دلائل النبوت میں، ابن سید الناس نے عیون الاثر میں اور علامہ سہیلی نے الروض الانف میں اس رائے کی تحسین کی ہے۔ علامہ ابن سید الناس عیون الاثر میں فرماتے ہیں

قال ابن سید الناس فی عیون الاثر :

کان هذا لتقدیس و هذ التطهیر مرتین: الاولی فی حال الطفولیۃ لتنقی قلبه من مغمز الشیطان، والثانیه: عند ما اراد الله ان یرفعه الی الحضرة المقدسة ولیصلی بما لا ئکة السماوات ومن شان السلاة الطور، فقدس باطنا و ظاهرا و ملی قلبه حکمة و ایماناً و کان مو هنا۔

علامہ ابن سید الناس کی عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ قصہ شق صدر دو مرتبہ ہوا۔ پہلی بار بچپن میں ہوا تا کہ آپ کے دل سے شیطان کے خیالات مٹا دیا جائے اور دل کو پاک کر دیا جائے اور دوسری بار شق صدر اس وقت پیش آیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کے لیے بلایا اور اللہ تعالیٰ کا مقصود تھا کہ آپ تمام انبیاء کی امامت کا فریضہ سر

انجام دیں۔اور نماز کے لیے پاکیزہ ہونا ضروری ہے مسواک لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ظاہر اور باطن کو پاکیزہ کر دیا اور دل میں ایمان اور حکمت کی دولت بھر دی۔علامہ ابن سید الناس سے قبل علامہ سہیلی نے الروض الانف میں اس پر عمدہ بحث کی۔دونوں مرتبہ کے واقعات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

بل كان هذا لتقديس و هذ التطهير مرتين:الاولى فى حال الطفولية لينقى قلبه من مغمز الشيطان ،وليطهر و ليقدس من كل خلق زميم ، حتىٰ لا يتلبس بشى مما يعاب على الر جال و حتىٰ لا يكون فى قلبه ئى الا لتوحيد

والثانيه: فى حال الا كهتال ، و بعد ما نبى وعند ما ارادا الله ان ير فعه اتى الحضرة المقد سه التى لا يصعد الهها الا مقدس وعرج به هنا لك لتفرض عليه الصلاة و ليصلى بمالا ئكته السموات۔ ۱۲

علامہ سہیلی کی عبارت مختلف ہے لیکن مفہوم وہی ہے جو اس سے قبل علامہ ابن سید الناس کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

اس طرح علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل النبوۃ میں قصہ شق صدر کی دو روایات ذکر کی ہیں۔پہلی روایات کہ قصہ شق صدر بچپن میں اس وقت پیش آیا جب آپ ﷺ سیدہ حلیمہ کے پاس پرورش پا رہے تھے اور دوسری بار معراج کہ موقع پر پیش آیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر صرف دو بار ہوا۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ قصہ شق صدر کتنی بار ہوا؟ اس حوالے سے روایات سیرت وحدیث سے پانچ آراء معلوم ہوتی ہیں

۱۔ بچپن میں جب حلیمہ سعدیہ کے پاس پرورش پا رہے تھے۔

۲۔ دوسری بار قصہ شق صدر معراج کی رات پیش آیا۔

۳۔ آغاز نبوت میں پیش آیا۔

۴۔ ۱۰ سال کی عمر میں پیش آیا۔

۵۔ بیس برس کی عمر میں پیش آیا۔

عموماً ائمہ سیر قصہ شق صدر کی تعداد چار یا پانچ بتلاتے ہیں لیکن درست اور راجح موقف یہ ہے کہ قصہ شق صدر

صرف دو بار ہوا۔ پہلی بار آپ پانچ برس کے تھے اور دوسری بار معراج کی رات یہ قصہ پیش آیا۔ ان کی اسانید صحیح ہیں بقیہ چار آراء قابل اعتناء نہیں ہیں کیونکہ ائمہ جرح وتعدیل نے ان پر تنقید کی ہے۔ جیسا کہ اس پر تفصیلی مناقشہ گزر چکا ہے۔ نیز علامہ عبدالرحمان سہیلی نے الروض الانف میں، علامہ بیہقی نے دلائل نبوت میں جبکہ ابن سید الناس نے عیون الاثر میں اس کو راجح قرار دیا ہے۔

ما گزشتہ بحث سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ قصہ شق صدر رسول کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ اس معجزے کا ثبوت پر احادیث اور سیرت کے دیوان شاہد ہیں۔ اور ایک مسلمان پر فرض ہے جب کسی چیز کی نسبت حضور ﷺ کی طرف صحیح دلیل سے ثابت ہو جائے تو، بس اس پر ایمان لائیں اور اس سے بلا چوں چراں کے تسلیم کر لیں خواہ وہ چیز اس کے عقل میں آئے یا نہ آئے۔ آئندہ سطور میں چند نگارشات قصہ شق پر اہل استشراق کے اعتراضات، اور ان کے جوابات اور مسلم منکرین میں سے جن حضرات نے ان کے موقف کی تائید کی ہے، ان پر تردید کی لیے، حوالہ قرطاس کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ائمہ سلف میں سے کسی کا قول ہے کہ جس شخص نے فریق مخالف (کفر) پر حق کا احقاق اور باطل کا ابطال نہ کیا، درحقیقت اس نے اسلام کا حق ادا نہ کیا

۳۔ قصہ شق صدر کے متعلق مشرکین اور ان کے ہمنواء مسلم منکرین کے اعتراضات، تاویلات کے جوابات

اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ واقعہ شق صدر رسول کریم ﷺ کہ معجزات میں سے ایک معجزا ہے۔ البتہ اس معجزے کی صحت مشرکین اور ان کے مسلک، مشرب پر چلنے والے مسلم منکرین کو تسلیم نہیں، اسی طرح اہل تشیع میں سے بعض حضرات اس معجزے کے انکاری ہیں اور اس کو عصمت انبیاء کے منافی قرار دیتے ہوئے تردید کرتے جبکہ کچھ اس میں توقف کیے ہوئے۔ لیکن اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک قصہ شق صدر معجزات الرسول میں سے ہے۔

معجزات کے انکاری کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟.. یہ ایک اہم سوال ہے جس پر آئندہ بحث کی بنیاد ہے بعض لوگ معجزات کا انکار صرف اس لیے کرتے ہیں کیونکہ معجزات کا تعلق فرق عادت امور کے ساتھ ہے۔ اور ان کا طریقہ عمل یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز کو عقل پر پرکھتے ہیں، چیز کا حسن اور قبح عقل کے ذریعے سے معلوم کرتے ہیں اس کے بعد جو چیز ان کے عقل کے دائرہ کار میں آسکے اس کو بڑی فراخدلی سے قبول کرتے ہیں اور جو چیز عقل میں نہ آسکے اس چیز کا یا تو سرے سے رد کر دیتے ہیں یا اس کی ایسی تاویل کرتے ہیں جس سے اس کی اصل شکل مسخ ہو جاتی ہے۔ اس فرقے کے پروکار افرد کو معتزلہ کہتے ہیں، یہ فرقہ ہر دور میں موجود رہا ہے۔ اس فرقے نے اسلام کی وحدت کو منتشر کرنے میں کافی تجویدی کردار ادا کیا ہے۔

کچھ لوگ معجزات کا انکار صرف اس لیے کرتے ہیں کیونکہ وہ ان کا ثبوت عصمت انبیاء کے منافی سمجھتے ہیں، قصہ شق صدر میں بھی معاملہ کچھ ایسا ہے۔ بعض لوگ قصہ شق صدر کو عصمت انبیاء کے منافی قرار دیتے ہیں، اس موقف میں سرفہرست مصر کے ایک مفکر، ادیب محمود البوریہ ہے جنہوں نے اضواء علی السنۃ المحمدیہ لکھی ہے

کچھ لوگوں کو اسلام کے وجود سے ہی دشمنی ہے۔ ان کی ہر تحقیق کا مقصد اسلامی اثاثہ جات میں کمزور مصادر کا سہارا لے کر، عبارات میں قطع برید کر کے، ضعیف اور شاذ مرویات ہارا لے کر تشکیک پیدا کرنا، یہ کام اہل استشراق کا ہے۔ آئندہ سطور میں مشرکین کے اعتراضات پیش ہیں

۱۔ نکلسن نے اپنی کتاب تاریخ ادب العربی میں اور ولیم میور نے اپنی کتاب حیات محمد میں شق صدر کو مرگی کا دورہ قرار دیا ہے

۲۔ ڈرمنگھم اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ واقعہ شق صدر کا تعلق حس سے نہیں بلکہ معنوی چیز کہ ساتھ ہے۔ اس کی دلیل سورۃ الانشراح کی پہلی آیت ہے۔ الم نشرح لك صدرك، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک باطنی معاملہ تھا نہ کہ حسی، اس عمل کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کا باطن پاک ہو جائے اور اس میں لوگوں کی تکلیف اور مصائب برداشت کرنیکی ہمت آجائے

۳۔ قصہ شق صدر قرآن مجید اور عقل کے خلاف ہے

۴۔ قصہ شق صدر کی تمام مرویات ضعیف اور اسرائیلیات ہیں

اعتراض نمبرا:

نکلسن اور ولیم میور نے اپنی کتاب میں قصہ شق صدر کو مرگی کا دورہ قرار دیا ہے۔ مشرکین کے اس دعویٰ کی بنیادی مندرجہ ذیل دلائل پر ہے۔ [۱۳]

۱۔ نزول وحی کے وقت حضور اکرم ﷺ کی کیفیت

۲۔ مشرکین مکہ کا حضور کو مجنون کہنا

۳۔ آپکی والدہ کا خواب دیکھنا اور ان کی ذہنی حالت متاثر ہونا

مشرکین نے ان دلائل کی بنیاد پر شق صدر کا انکار کرتے ہوئے، اسے مرگی کا دورہ قرار دیا ہے۔

اعتراض نمبر ایک کا جواب:

مشرکین کا دعویٰ اور اس پر مذیدہ دلائل کی حثیت جاننے سے قبل قارئین کے سامنے مرگی کے متعلق چند نگارشات

سپرد قرطاس کرتے ہیں، کہ مرگی کی حقیقت، علامات کیا ہیں تا کہ ایک منصف قاری خود فیصلہ کر سکیں کہ کیا حضور اکرم ﷺ کی حیاۃ طیبہ میں مرگی کی کوئی علامات پائی جاتی ہیں یا نہیں

FUNK AN WAGNwagnalls new

اس کتاب میں مرگی (Encyclopaedia) کی علامتیں ذکر کی گئی ہیں

اردو میں اس کی تلخیص پیش خدمت ہے۔

مرگی ایک شدید ذہنی مرض ہے۔ جس کا وصف یا علامت یہ ہے کہ یہ بار بار دورے کی صورت میں انسان کو لاحق ہوتی ہے۔ یہ دورے بے ہوشی، جسم کے مختلف جوارح کے جھٹکے، جذباتی پن، یا ذہنی خلل کے وقفوں پر مشتمل ہو سکتے ہیں، اس بیماری سے انسان کا حافظہ نہایت ہی کمزور ہو جاتا ہے اس کو دوران عارضہ کے حالات یاد نہیں رہتے بلکہ بعض اوقات تو وہ پاگل ہو جاتا ہے[۱۴]

اس بنیادی تمھید کے بعد مشرکین کے دلائل پر غور کیجیے..

۱۔ پہلی دلیل صحیح بخاری کی حدیث ہے حضور سے سوال ہوا آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ نے جواب دیا، وحی نازل ہونے کے وقت کبھی مجھے گھنٹی سے آواز محسوس ہوتی ہے۔ اور وحی کی کیفیت مجھ پر بہت شاق گزرتی ہے جب یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے تو میرے دل ودماغ پر اس فرشتے کے ذریعے نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے

حدیث کے الفاظ ہی

احیانا تینی مثل صلصلة الجرس وهوا اشدا فیفصم عنی وقد و عیت ما قال[۱۵]

مشرکین نے اس حدیث سے حضور پر مرگی کے مرض کے اثبات کیلئے حجت لی ہے۔

قارئین مرگی کے متعلق گزشتہ نگارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دحدیث پر غور فرمائیں گے تو اس حدیث کو نفسہ ان کے استدال کی تردید پر دلیل قاطع پائے گے وہ کیسے؟ اب ان کے دلائل پر غور کیجیے، مشرکین نے اس حدیث سے مرگی کا اثبات کیا ہے۔ اور حضور پر وحی کی اس کیفیت کو مرگی قرار دیا ہے حالانکہ وحی کی کیفیت اور مرگی میں زمین آسمان کا بعد ہے۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے کہ مرگی میں انسان وہ سب کچھ بھول جاتا ہے جو اس کے ساتھ دوران عارضہ پیش آتا ہے، اس کا شعور مکمل طور پر کام کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ لیکن ذرا غور کیجیے حضور ﷺ تو اس کیفیت کے بعد بھی صحابی کو اس کیفیت سے خبردار فرمارہے ہیں، اگر یہ کیفیت مرگی کی تھی یا اس کی علامت تھی تو حضور کو یہ کیفیت بھول جانی چاہیے تھی لیکن بھولی نہیں بالکل اچھی طرح یاد ہے اس کا مطلب یہ

ہوا کہ مرگی نہیں تھی یہ پہلی بات تھی۔دوسری بات یہ ہے کہ حدیث کا دوسرا ٹکڑا، وقد و عیت ما قال فرشتہ جو بھی وحی لے کر آیا وہ میرے دل، دماغ پر نقش ہوگئی،لغت کا ادنیٰ سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ سمع اور وعی میں دقیق فرق ہے۔سمع میں مطلق سننا مراد ہے خواہ دھیان سے سننا یا بغیر دھیان کے،لیکن وعی کا لغوی معنی ہے کسی بات کو غور سے سننا اور پھر اسے دل دماغ پر نقش کرنا۔ اگر وحی کا لازم نتیجہ یہی ہوگا کہ حضور اس مرض سے مبرا تھے۔اس لیے قصہ شق صدر کے انکار کیلئے اس حدیث کا سہارا لینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اور یہ محال ہے کہ جو شخص نسیان کا مریض ہو اللہ تعالیٰ اسے اپنا پیغمبر بنادے بلکہ اللہ رب العزت کے پیغمبر اور رسل ہر بیماری سے منزہ ہیں

دوسری دلیل: کفار حضور ﷺ کو مجنوں کہنا

مشرکین قصہ شق صدر کے انکار کیلئے بطور دلیل مشرکین مکہ کا قول پیش کرتے ہیں۔عجیب بات ہے اس قول کے قائلین بعد میں توبہ تائب ہو کر مسلمان ہوگئے،انھوں نے اسلام کو سینے سے لگالیا،حضور کے سچے ساتھی بن گئے لیکن مشرکین ابھی بھی اس قدیم افتراد پر ڈٹے ہوئے ہیں،اگر وہ تاریخ اسلام کا مطالعہ اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر کریں تو اس وقت کے لوگوں نے بھی اس بہتان کا رد کیا،اس پر سیدنا طفیل روسی کا قصہ شاھد ہے جو حافظ ابن حجر نے الاصحابہ میں ذکر کیا ہے۔جو حضور کو مجنوں کہتے تھے یا تو حضور کے دیوانے ہوگئے یا اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ذلیل کر دیا اور اپنے نبی کے دماغ میں گواہی دی،اور سورۃ القلم میں،ما انت بنعمة ربك بمجنون ١٦۔ اے محمد ﷺ آپ اپنے رب کے فضل کے ساتھ مجنوں نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کی اس گواہی کے بعد بھی مشرکین اپنے تعصب پر ڈٹے رہیں اور انصاف کا خون کرلے تو ہم بجز اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں

آپ ہی اپنے عدل و کرم پر غور کرو ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تیسری دلیل: سیدہ آمنہ کا خواب:

قصہ شق صدر کے انکار پر تیسری دلیل مسند احمد کی حدیث ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں،عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔

اس حدیث کے بعض طرق ضعیف ہیں لیکن کثرت طرق کی بنا پر یہ حدیث حسن درجے تک پہنچ جاتی ہے۔مشرکین نے ان حدیث اور بعض سیرت کی کتب مثلاً ابن حشام کی السیرہ سے،اپنے دعویٰ پر دلیل لیتے ہیں کہ

لیکن وہ مرویات مرسل ہیں۔اس لیے پہلے عرش کو ثابت کرو، قائم کرو اور پھر اس پر نقوش بناؤ، دلیل ضعیف ہے تو دعویٰ کا بطلان واضح ہے۔

لہذا مشرکین کے اپنے دعویٰ پر دلائل غیر صریح اور کمزور اور بعض دلائل تو ان کے دعویٰ کی تردید کرتے ہیں، ۱۷

حضور ﷺ پر مرگی کا افتراء بعض مشرکین کی عدالت میں

مشرقین میں ولیم میور، نکلسن اور دیگر مشرقین نے قصہ شق صدر کا انکار کرتے ہوئے اس قصے کو مرگی کا اثر قرار دیا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا مشرقین کے تمام دکا ترہ نے اس رائے کو قبول کیا؟ ہرگز نہیں

یہ اعتراض اس قدر فضول ہے کہ مشہور متشرق منٹگمری واٹ نے بھی اس اعتراض کی تردید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ نزول وحی کی بعض کیفیات سے بعض مغربی ماہرین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حضور مرگی کے مرض میں مبتلا تھے لیکن اس خیال کی کوئی حقیقی بنیاد نہیں۔ مرگی انسان کو ذہنی اور جسمانی دونوں لحاظ سے کمزور کر دیتی ہے لیکن محمد میں اس قسم کے آثار نظر نہیں آتے بلکہ آپ تو آخر تک تمام ذہنی، جسمانی قوی طور پر تندرست اور سلامت تھے۔ ۱۸

مشرقین کے دعویٰ کا پول متشرق نے بھی کھول کیا اسی طرح سرگمن، جان ڈیوی اور دیگر متشرقین نے اس الزام کی تردید کی ہے۔

اعتراض نمبر:۲　شق صدر سے مراد معنوی چیز ہے۔

یہ رائے مشرقین میں ڈرمنگھم کی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ شق صدر ایک معنوی چیز ہے نا کہ حسی، اس کی دلیل قرآن مجید کی آیت ہے الم نشرح لك صدرك، معنوی شق صدر سے اس کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے سینے کو وسیع کر دی تاکہ وہ دین کی دعوت دینے کے نتیجے میں آنے والے مصائب کا سامنا آسانی سے کر سکیں اس کے ساتھ ساتھ آپ کا سینا پاک ہو جائے اور اس میں ہمت اور حوصلہ بھی آ جائے۔ ۱۹

اعتراض نمبر۲　کا جواب:

قصہ شق صدر کی دلیل صرف قرآنی آیت نہیں ہے بلکہ قصہ شق صدر کے حسی طور پر واقعہ ہونے پر متواتر روایات شاھد ہیں۔ اور وہ روایات شق صدر حسی طور پر ہوا کہ متعلق صریح ہیں، مثال کے طور پر صحیح مسلم کی حدیث ہے اور اس میں یہ قصہ موجود ہے آخر میں راوی حدیث سیدنا انس فرماتے ہیں کہ میں اب بھی اس سوئی کے نشان حضور کریم ﷺ کے سینے مبارک پر دیکھتا ہوں　۲۰

اور مشرقین کا آیت سے اپنے موقف پر استدال کرنا محل نظر ہے کیونکہ حدیث قرآن کی تفسیر اور تو ضیح ہے اگر ہم صرف آیت سے استدال کریں گے تو اس میں دونوں احتمال ہوں گے، حسی بھی اور معنوی بھی، اب جو حسی کا قائل ہوگا وہ آیت کو اپنی طرف کھینچے گا اور جو معنوی کا قائل ہوگا وہ اپنے موقف پر اس آیت سے استدال کرے گا لیکن فریقین میں سے کسی کا استدال درست اور صواب ہوگا، یہ فیصلہ حدیث کرے گی اور حدیث کا فیصلہ یہ ہے کہ قصہ شق صدر حسی طور پر ہوا۔ فللہ الحمد۔علامہ شربینی نے عصمۃ النبی میں اس پر عمدہ بحث کی ہے ۲۱

اعتراض نمبر 3۔قصہ شق صدر قرآن مجید اور عقل کے خلاف ہے۔

اس موقف کا موید دکتور محمود البوریہ مصری ہیں۔ دکتور ابوریہ نے ایک کتاب اضواء علی السنۃ المحمدیہ لکھی ہے جس میں انھوں نے سنت وحدیث اور بعض صحابہ اکرام پر طعن کیا ہے۔کافی مقدار میں صحیح روایات کا انکار کیا ہے۔ نیز قصہ شق صدر کو جعلی قرار دیتے ہوئے اس کو اسرائیلیات میں شمار کیا ہے۔دکتور ابودیہ نے قصہ شق صدر کو عیسائیوں کے عقیدہ صلیب کے مشبہ قرار دیا ہے دکتور ابوریہ کے دلائل کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔

ا۔ دکتور ابودیہ کی پہلی دلیل سورۃ الاسراء کی آیت ہے۔جس کا مفہوم یہ ہے کہ شیطان اللہ تعالیٰ کو چیلنج کرتا ہے کہ میں تیرے بندوں کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اور میں سب کو گمراہ کروں گا اللہ فرماتے ہیں ان عبادی لیس لک علیھم سلطن :میرے نیک بندوں پر تو ہرگز مسلط نہیں ہو سکے گا۔تیرا پروردگار ان کا محافظ اور وکیل ہے

اس کے بعد دکتور ابودیہ فرماتے ہیں

وکیف یدفعون الکتاب بالسنتہ او یعار ضون المتواتر الذی یفید

الیقین با حدیث الا حار التی لا تفید الا الظنّ ۲۲۔

یہ لوگ کسی طرح کتاب اللہ کو سنت وطیبہ کے ساتھ اور متواتر چیز جو علم یقین کا فائدہ دیتی ہے

کو خبر احاد کے ساتھ رد کر دیتے ہیں جو صرف ظن کا فائدہ دیتی ہے۔

دکتور ابودیہ کے نظر پر متعدد کتب منظر عام پر آئیں ہیں اہل السنۃ الجماعہ نے اس کتاب پر عمدہ مناقشات کیے ہیں اور دکتور کے مجازقات کی قلعی کھولی ہے،ان ردود میں سے ایک مدلل ردذھبی العصر شیخ عبدالرحمان بن یحی المعلمی کا ہے جس کا نام انوار الکاشفہ لمافی کتاب اضوا علی السنۃ من الذلل و التضلیل والمجازفۃ ہے

ابوریہ کے اعتراضات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ دکتور ابوریہ نے سورۃ الاسرا کی آیت ان عبادی لیس لک علیھم سلطن کو دلیل قرار دیتے ہوئے قصہ شق صدر کی مرویات کا انکار کیا ہے اور دلیل یہ دی ہے کہ آیت قطعی اور متواتر ہے جبکہ قصہ شق صدر کی مرویات خبر احاد ہیں اور خبر واحد سے جو کہ ظن کا فائدہ دیتی ہے، سے قرآن کی آیت جو کہ متواتر ہے اور یقین کا فائدہ دیتی ہے، سے کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔ دکتور ابوریہ نے احادیث شق صدر کو خبر احاد شمار کیا ہے حالانکہ شق صدر کی مرویات متواتر درجے کی ہیں جیسا کہ پیچھے تفصیل سے گزر چکا ہے کہ مرویات شق، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن اربعہ، مسند احمد، مجمع الزوائد، دارمی، اور سیرۃ النبویہ لابن ھشام، مغازی زھری، المغازی للواقدی، عیون الاثر، البدایہ، دلائل النبوۃ و دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اس لیے دکتور ابوریہ کا خبر احاد قرار دینا محل نظر ہے نیز علامہ شربجی.. نے اپنی کتاب میں شق صدر کی مرویات کو متواتر قرار دیا ہے۔ نیز حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں، سیوطی نے الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ میں ایک قصہ کی بالفرض اگر دکتور ابوریا کی بات مان لی جائے اور ان مرویات کو خبر واحد قرار دیتے ہوئے ان کا انکار کر دیا جائے کیونکہ یہ قرآن کی آیت کے خلاف ہیں، تو پھر قرآن مجید کی دوسری آیات مثلاً، وعصیٰ آدم ربہ فغوی، سیدنا موسیٰ کا قبطی قبیلے کو قتل کرنا اور پھر کہنا ھذا من عمل الشیطان اسی طرح سیدنا یونس کا مچھلی کے پیٹ میں انی کنت من الظالمین کہنا، اور حضور ﷺ کا شہید کو حرام قرار دینا، یہ آیات بھی ان عبادی کے ظاہر کے خلاف ہے تو کیا دکتور ابوریہ قرآنی آیا ت کا انکار کر دینگے، ہرگز نہیں۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ قرآن مجید اور احادیث رسول میں اصلاً تعارض نہیں ہوتا ہے۔ جو تعارض نظر آتا ہے وہ ظاہرً ہوتا ہے۔ اور وہ تعارض ہماری عقلوں کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ کچھ علامہ کے نزدیک بظاہر تعارض ہوتا ہے لیکن بعض کے نزدیک وہ تعارض ہی نہیں.. یہاں بھی اصلاً تعارض نہیں ہے کیونکہ ان عبادی سے قبل لا غوینھم اجمعین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ان عبادی کا معنی یہ ہوگا، شیطان مکمل طور پر میرے نیک بندوں پر غالب نہیں آئے گا یعنی نہیں ہو سکتا کہ شیطان اللہ کے نیک بندوں کو ہمیشہ کی گمراہی پر لگا دے اور وہ اس راہ پر چل پڑے، ایسا ہرگز نہیں۔ البتہ کبھی کبھار شیطان وقتی طور پر ان پر حملہ کر سکتا ہے، لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی فوراً وحی کے ذریعے اصلاح فرما دیتا ہے تا کہ وہ خطا پر قائم نہ رہیں۔ چونکہ انبیاء کے اقوال و افعال کی اقتداء کی جاتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کے اقوال افعال کی حفاظت کرتا ہے اس توجیہ سے ان عبادی.. اور دوسری آیات جن میں انبیاء علیھم السلام اعتراف خطا کرتے ہیں میں بظاہر تعارض نظر آتا تھا، ختم ہو گیا۔ اس توجیہ کو دکتور معظمی نے انوار الکاشفہ میں بطور الزام ابوریہ پر ذکر کیا ہے۔ ۴۳

۴۔ دکتور ابو دیہ نے واقعہ شق صدر کو بقول عیسائیوں کے، سیدنا عیسیٰ کے صلیب پر لٹکنے، کے مشابہ قرار دیا ہے۔

شیخ معلمی فرماتے ہیں، شق صدر سے حضور کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور نہ ہی شق صدر، حضور کے گناہوں یا آپ کی امت کے گناہوں کا کفارہ تھا، لہذا۔ شق صدر کو عیسائیوں کے مزعوم عقیدے کے مشابہہ قرار دینا مندرجہ ذیل وجوہ سے فضول ہے۔

۱۔ واقعہ شق صدر حق اور ثابت ہے۔ اس کے دلائل صحیح اور مضبوط ہیں جبکہ عیسائیوں کا عقیدہ باطل ہے۔ دلیل قرآن مجید کی آیت و ما قتلوہ و ما صلبوہ عیسائیوں نے نہ تو عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ ہی ان کو سولی پر چڑھایا۔

۲۔ دکتور معلمی کے بقول شق صدر میں حضور کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن سولی سے لٹکنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ ۲۵

۳۔ محدثین نیاس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انھوں نے یہ بھی روایات ذکر کردی کہ آپ نے شیطان کے حملے سے نجات اس عمل جراحی کے ذریعے حاصل کی۔ نیز یہ واقعہ اگرچہ اس زمانے میں عقل کے خلاف ہو سکتا ہے لیکن جدید زمانے میں میڈیکل سائنس ڈاکٹر ہر روز لوگوں کے آپریشن کرتے ہیں اور دل کو باہر نکالتے ہیں اس لیے آج کی سائنس بھی اس واقعے کو تسلیم کرتی ہے۔

قصہ شق صدر کی مرویات ضعیف ہیں..

یہ دعویٰ دکتور ھیکل کا ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ یہ قصہ ضعیف ہے۔ اس پر کوئی دلیل نہ تو حدیث سے ہے اور نہ ہی قرآن سے، اور نہ ہی اس قصے پر مشرقین مطمئن ہیں۔ ۲۶

اس دکتور کی جہالت کا اندازہ لگائیں جو ایک ایسے قصے کا انکار کر رہے ہیں۔ جو متواتر اور صحیح اسانید کے ساتھ موجود ہے۔ کاش کہ یہ مشرقین کی کتب چھوڑ کر صرف صحیح مسلم یا سیرت کی کسی کتاب غور سے مطالعہ کر لیتے تو ان سے یہ جہالت ظاہر نہ ہوتی۔

مشرقین کے قصہ شق صدر کے متعلق من جملہ اعتراضات کمزور ہیں کیونکہ ان کی بنیاد ٹھوس دلائل پر نہیں ہے جبکہ حدیث و سیرت کی کتب قصہ شق صدر کی صحت پر شاھد ہیں۔ اس مضمون کو حافظ ابن حجر کے خوبصورت کلام پر ختم کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ قصہ شق صدر کہ متعلق جو بھی تفصیل ثابت ہے مثلاً دل کا نکالنا، پھر اس کو دوبارہ لوٹانا، اور اس سے ملتے جلتے فرق عادات امور پر ایمان لانا اور تسلیم کرنا واجب ہے۔ نیز اس میں

سے شق کی حقیقت کا تعرض کرنا، اور اگر وہ عقل میں نہ آسکے تو اس کا انکار کر دینا محال ہے اور پھر صحیح حدیث بھی واضح ہے کہ آپ کے سینے پر سوئی کے نشان تھے۔ ۲۷

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سورۃ الحجر، آیت: ۹

۲۔ شیخ الاسلام، محمد تقی عثمانی، علوم القرآن، دار العلوم کراچی، ۱۴۱۵ھ، ص:۲۶، ۲۷

۳۔ دکتور، احمد رضا، معجم متن اللغہ، مکتبہ الحیاۃ، بیروت، طبع ۱۳۷۷ھ، ۱۹۵۸م، ۳۵/۳

۴۔ جوھری، اسماعیل بن نصر، الصحاح تحقیق عبد الغفور، دار العلم بیروت طبعہ اربعہ ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷م، ۱۴/۳، ۱۵/۲ باب القاف، فصل الشین

۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب المعراج، حدیث الاسراء حدیث نمبر ۳۸۸۷، النیاپوری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ الی السموات۔ حدیث ۱۶۲ تا ۱۶۸ تک، ابن حنبل، احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، ۱/۳، ۲۸۸، ابن ھشام، عبد الملک بن ھشام، السیرہ النبویہ، دار الکتاب العربی بیروت، طبعہ ثالثہ، ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰، ۱/۱۸۹، ۱۹۰، طیالی، سلیمان بن داؤد، مسند ابی، دار ھجر مصر، طبعہ اولی ۱۴۱۹۔ ۱۹۹۹م، ۱۳۵/۳ الافراد عن عائشہ بستی محمد بن حبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، مرتب علاؤ دین ابن بلبان، الرسالۃ، بیروت، طبعہ اولی ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸م، ۱۶/۱۹،۱ مغلطائی، مغلطائی بن قلیح، الاشارۃ الی سیرۃ المصطفیٰ، دار العلم دمشق، طبعہ اولی ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۶م، ص: ۶۷، ابن اسحاق محمد بن اسحاق، کتاب السیر والمغازی تحقیق سہیل زکار، دار الفکر بیروت، طبعہ اولی ۱۳۹۸۔ ۱۹۷۸م، ص:

۔۵ بیہقی، احمد بن حسین دلائل النبوۃ، دار الکتاب العلیہ بیروت، طبعہ اولی ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸م، ۲/۵، ابن سید الناس، محمد بن محمد بن سعد، عیون الاثر، دار ابن کثیر، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۱/۹۰، قسطلانی، احمد بن محمد، المواھب اللدنیہ المکتب الاسلامی، بیروت، طبعہ ثانیہ ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م ۱/۱۵۶، سہیلی، عبد الرحمان بن عبد اللہ، الروض الانف، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبعہ ندارد، ۱/۲۹۱، ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری نفیس اکیڈمی (اردو ترجمہ) لاھور، طبعہ ندارد۔ ۱/۶۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء، حدیث نمبر ۱۶۲ سے ۱۶۸ تک ہے۔ الجامع الصحیح، باب المعراج حدیث نمبر: ۳۸۸۷، ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، تحقیق عبد اللہ الترکی، دار ھجر، مصر، طبعہ اولی ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۷م، ۳/۸۳۱۴۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، ۱۶/۱۱، ۱۱۱، اصبھانی، ابونعیم، دلائل النبوۃ، دار النفائس بیروت، طبعہ اولی ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶م ۱/۱۰،

۲۱۹ ۱۹۲۲:العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، تھذیب، التھذیب، دائرہ معارف النظامیہ، حیدر آباد دکن، طبعہ اولی، ۱۳۲۷ھ، ۱۰/ ۱۹۳، ۱۹۳۰۱۰۱۹۳ـ //۱۱ـ مسند ابی داود الطیالی، ۳/ ۱۳۵ ۱۳۶، زہبی، ودلائل النبوۃ، ۱/ ۲۱۶ زہبی محمد بن احمد، میزان الاعتدال، دار العلم، دمشق، ۱۳۱۵، ۲/ ۱۲۱۰۹ـ عیون الاثر، ۱/ ۹۶، الروض الانف، ۱/ ۲۹۱، ۱۳ـ میور، سر ولیم، محمد اینڈ اسلام ریلجن سوسائٹی لندن، ص: ۲۱، ۲۲، الفونس، اتین دینیہ، محمد رسول اللہ، مترجم عبد الحلیم، دار المعارف قاھرہ، طبعہ ثانیہ ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۵، ص: ۸۵، حمدان، دکتور نذیر، الرسول فی کتاب المشرقین، رابطہ الاسلامی جدہ، طبعہ ندارد، ص: ۱۱۳ سے ۱۳۶۱ تک، دائرہ المعارف، مترجم احمد الشنتاوی، دار المصرف، بیروت طبع ندارد، نظر مادہ، آمنہ

,FUNK AN WAGANAILS NEW ENCYCLOPAEDUK.

فنک اینڈ ویگنیز پبلیشرز امریکہ، ۱۹/ ۳۲، ۳۲۱،

۱۵ـ الجامع الصحیح، کتاب بداء الوحی، حدیث، ۲، ۱۹ـ سورۃ القلم آیت: ۲، ۱۷ـ مسند احمد، ۴/ ۳۱۴، صحیح ابن حبان ۱۴/ ۳۱۲۱

۱۸ـ ڈی ڈیکائن اینڈ فال، آف رومن ام سیوطی، جلال الدین عبد الرحمان، الازھار المتناثرہ، تحقیق احمد حسن، الازہر، مصر ۱۳۰۹، ص: ۶۴

العسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، تحقیق محب اللہ الخطیب، محمد فواد عبد الباقی، دار الریان مصر، ۱۹۸۶، ۷/ ۵۲۲۳/ ۱۹، ۲۷۴ـ سر، ورمنگم، حیاۃ محمد، مترجم دکتور عادل، مطبعہ عیسی البابی الحلبی، مصر طبعہ ثانیہ ۱۳۳۸ھ۔ ۱۹۹۶م، ص: ۴۸

۲۰ـ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء حدیث نمبر ۲۱۱۶۲ـ شربینی، دکتور عماد سید، رد شبھات حول عصمۃ النبی، طبعہ اولی ۱۴۲۴ھ، ۳...۲، دار الصفوۃ، مصر، ص: ۲۲۲۱۲ـ ابو دیہ محمود، اضواء علی السنۃ المحمدیۃ، دار المعارف قاھرہ، طبع سادسہ ۱۱۱۹، ص: ۲۳۱۶۱ـ رد شبھات حول عصمۃ النبی للشربینی، ص: ۲۱۰ سے ۲۳۱ـ معلمی، عبد الرحمان بن یحیی، الانوار الکاشفہ، عالم الکتاب بیروت، المطبعۃ السلفیہ، ۱۳۷۸ھ، ص: ۱۳۷، ۲۵۱۳۸ـ الانوار الکاشفہ للمعلمی، ص: ۱۳۷ رد شبھات حول عصمۃ النبی للشربینی ص: ۲۶۲۱۳ـ ھیکل، محمد حسین، حیاۃ محمد، طبع و سن ندارد، ص: ۲۷۸۱ـ فتح الباری حجر لابن حجر، ۷/ ۲۳۵